(1963_1_648_657)

10اپریل1962

از عدالت الاعظمیٰ

رادھا کرشنا داس

بنام

کلو رام

(اے۔کے۔سرکار، کے۔سباراؤ اور جے۔آر۔مدھولکر، جسٹسز)

ہندو قانون۔ مشترکہ خاندانی جائیداد۔ باپ اور نابالغ بیٹے کی طرف سے فروخت۔ کیا نابالغ بیٹے پر واجب ہے۔ فروخت کے ایک حصے کے لئے قانونی ضرورت۔علیحدگی جائز ہے۔فروخت کے دستاویز کی تشریح۔اگر کاشتکاری کے حقوق سر میں بھی منتقل کیے جاتے ہیں، سی۔پی۔کرایہ داری ایکٹ۔ 1920 (1 آف 1920)، دفعہ 49(1)۔

آر اور ان کے والد نے مشترکہ خاندان سے تعلق رکھنے والے دو گاؤں میں 16 انوں کی دلچسپی کو 50,000 روپے میں فروخت کیا، جس میں" سر اور خدا کشت کی زمینوں کے ساتھ ساتھ گاؤں میں کاشت شدہ اور غیر کاشت شدہ زمینیں بھی شامل تھیں جن کو تمام حقوق اور مراعات حاصل تھیں"۔اس کے بعد۔ آر نے اس بنیاد پر فروخت کو خارج کرنے کے لئے مقدمہ دائر کیا کہ اصل میں وہ نابالغ تھا جب اس نے فروخت کے معاہدے پر عمل درآمد کیا تھا اور قانونی ضرورت صرف 45,000 روپے تھی۔انہوں نے مزید دلیل دی کہ سر کی زمینوں میں کاشتکاروں کے حقوق منتقل نہیں کیے گئے اور ان پر قبضہ کرنے کا دعویٰ کیا گیا۔

یہ سمجھتے ہوئے کہ علیحدگی قانونی ضرورت کے لئے تھی اور جائز اور پابند تھی، اجنبی کو صرف لین دین کے لئے قانونی ضرورت کو قائم کرنے کی ضرورت تھی اور اس کے لئے یہ ظاہر کرنا ضروری نہیں تھا کہ خاندان کی

ضروریات کو پورا کرنے کے لئے غور وفکر کا ہر حصہ لاگو کیا گیا تھا۔ یہ لین دین قانونی ضرورت کی وجہ سے والد پورے خاندان اور آر کی شمولیت پر پابند سیل ڈیڈ پر عمل درآمد کرنے کا مجاز تھا۔ اگرچہ وہ نابالغ تھا لیکن اس کی صداقت یا پابند کردار کو متاثر نہیں کیا۔

شری کرشن داس بمقابلہ ناتھورام، آئی ایل آر 49 الہ آباد 149 (پی سی) اور نعمت رائے بمقابلہ دین دیال، آئی ایل آر 8 لاہور 597 (سی) پر انحصار کرتے ہیں۔

غریب اللہ بمقابلہ خلق سنگھ، آئی ایل آر 25 الہ آباد 407 (سی) کانتی چندر گوسوامی وی اپیشلٹی گوسوامی، 25 کلکتہ 585 بیراج نوپانی پورہ سندری داسی، 42 کلکتہ 56 (پی سی)، حوالہ۔

مزید یہ بھی کہا گیا کہ سرزمینوں میں کاشت کے حقوق بھی واضح طور پر فروخت کے عمل کے ذریعے فروخت کنندگان کو منتقل کر دیے گئے تھے۔ CP کرایہ داری ایکٹ، 1920 کے سیکشن 49(1) کی دفعات، کہ ٹرانسفر کرنے والے اور منتقل کرنے والے کے درمیان ہوائی زمین میں کاشتکاری کے حقوق کی منتقلی سے متعلق ایک واضح معاہدہ ہونا ضروری ہے جہاں سیل ڈیڈ نہ صرف منتقل کیا گیا ہے اور خداکش زمینیں، کاشت شدہ اور غیر کاشت شدہ زمینیں لیکن ان جائیدادوں کو "تمام حقوق اور مراعات" کے ساتھ منتقل کر دیا، کیونکہ ان میں سرزمین میں کاشت کے حقوق شامل ہوں گے۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : 1958 کی سول اپیل نمبر 49۔

سابق ناگپور ہائی کورٹ کے 17 اپریل 1954 کے فیصلے اور حکم نامے کے خلاف ایف اے ایس نمبر 95، 103 اور 1946 میں اپیل کی گئی۔

درخواست گزاروں کی طرف سے ایس پی سنہا، یوگیشور پرساد اور ایم آئی کھوواجا شامل ہیں۔

جواب دہندگان نمبر 1 (اے) سے 1 (ڈی)، 2 اور 4 کے لئے اچھرورام اور گنپت رائے۔

10 اپریل 1962ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس مدھولکر: یہ ناگپور ہائی کورٹ کے اس حکم نامے سے سرٹیفکیٹ کے ذریعے اپیل ہے جس میں ضلع بلاس پور کی تحصیل منگلی کے دو گاؤں موزا املدیہی اور موزا گونڈخمی کی فروخت کو کالعدم قرار دینے کے درخواست گزاروں کے مقدمے کو خارج کر دیا گیا تھا۔

یہ کوئی بنیاد نہیں ہے کہ یہ دونوں گاؤں، کئی دیگر لوگوں کے ساتھ، اپیل کنندگان کی مشترکہ خاندانی ملکیت تھے اور ان کے والد تیسرے مدعا علیہ گوری لال تھے۔ 8 اپریل 1944 کو گوری لال نے اپنے اور اپنے نابالغ بیٹے بلرام داس کے سرپرست کے طور پر کام کرتے ہوئے اپیل کنندہ نمبر 2 اور اپیل کنندہ نمبر 1 رادھا کرشن داس نے خود کو ایک میجر کے طور پر بیان کرتے ہوئے دو افراد پنڈت رام لال ولد موتی رام، مدعا علیہ نمبر 2 اور کالو رام پہلے مدعا علیہ کے حق میں 50,000 روپے کے معاوضے پر فروخت کا معاہدہ کیا۔ سیل ڈیڈ میں کہا گیا تھا کہ پھانسی دینے والے گاؤں املدیہی اور گونڈخمی میں سر اور کھد کشت کی زمینوں، گھاس، کوٹھار پاڑیا گوچارندیوں، بروکس، کنوؤں، تالابوں، بندکیوں، باغات اور باغات اور گھروں کے ساتھ ساتھ گاؤں میں کاشت شدہ اور غیر کاشت شدہ زمینوں کو تمام حقوق اور مراعات کے ساتھ منتقل کر رہے تھے۔ موزہ گونڈخمی میں پورا سولہ انوں کا حصہ اور موزہ املدیہی میں بارہ انوں کا حصہ کالو رام کو 37,500 روپے میں اور املدیہی کا بقیہ چار انوں کا حصہ پنڈت رام لال کو 12، 500 روپے میں فروخت کیا گیا۔ 50,000 روپے میں سے 30,491/8° روپے کالو رام کے پاس رکھے گئے تھے تاکہ ان دو گاؤں کے ساتھ ساتھ دو دیگر گاؤں کے بارے میں گیارام نامی ایک شخص کی طرف سے فیملی کے خلاف حاصل کیے گئے رہن کے حکم کو پورا کیا جا سکے۔ اسی طرح ان گاؤں کے سلسلے میں واجب الادا لینڈ ریونیو کی ادائیگی کے لئے کالو رام کو مزید ۲۰ روپے کی رقم اپنے پاس رکھنے کی اجازت دی گئی تھی۔ رقم کا بقیہ حصہ نقد میں وصول کیا گیا تھا۔ سیل ڈیڈ میں مزید کہا گیا تھا کہ یہ رقم اپیل کنندہ نمبر 1 رادھا کرشن داس اور گوری لال کی بیٹی رام جی بائی کی شادیوں کو انجام دینے کے لئے ضروری تھی، جو دونوں میجر بتائے گئے تھے۔ فروخت شدہ جائیداد کا قبضہ مدعا علیہ 1 اور 2 کو سونپ دیا گیا تھا جو اپیل کے جواب دہندگان 1 اور 2 ہیں۔

5 مئی 1945 کو دونوں درخواست گزاروں نے ایک مقدمہ دائر کیا جس میں سے یہ اپیل سامنے آئی۔ مقدمے میں دلیل دی گئی تھی کہ چونکہ فیملی کی سالانہ آمدنی 7000 روپے ہے، اس لیے فیملی کے اخراجات

کو کم کرنے کے بعد اس سے کافی بچت کی جا سکتی ہے۔لہٰذا فروخت کے معاہدے پر عمل درآمد کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔اس میں مزید کہا گیا ہے کہ دونوں گاؤں کی قیمت کو دھیان میں رکھتے ہوئے فروخت کے لئے غور انتہائی کم تھا۔یہ بھی کہا گیا کہ درخواست گزار نمبر 1 جو فروخت کے معاہدے پر عمل درآمد کرنے والوں میں سے ایک تھا، دراصل اس پر عمل درآمد کی تاریخ کو نابالغ تھا اور اس لیے جہاں تک فروخت کی گئی جائیداد میں اس کی دلچسپی کا تعلق ہے تو یہ دستاویز کالعدم ہے۔اس کے بعد یہ کہا گیا کہ فروخت کے دستاویز کا مقصد دونوں گاؤں میں سر کی زمینوں میں کاشت کاری کے حقوق کی منتقلی نہیں ہے اور لہٰذا کسی بھی صورت میں صرف سرزمین میں ملکیتی مفاد فروخت کے تحت جواب دہندگان 1 اور 2 کو منتقل کیا جا سکتا ہے۔

ٹرائل کورٹ نے درخواست گزاروں کی اس دلیل کو مسترد کر دیا کہ درخواست گزار نمبر ایک اور اس کی بہن رام جی بائی کی شادی کے لیے 10 ہزار روپے، مختلف قرض دہندگان کی ادائیگی کے لیے 7,508-8-0 روپے، زمین کی آمدنی کی ادائیگی کے لیے 1,655-2-0 روپے اور گیارام ساؤ کے رہن کے حکم کو پورا کرنے کے لیے بقیہ رقم کی ضرورت ہے۔ تاہم، عدالت نے پایا کہ درخواست گزار نمبر 1 فروخت کے معاہدے پر عمل درآمد کی تاریخ پر نابالغ تھا اور اس کے ذریعہ اس پر عمل درآمد غیر قانونی اور غیر مؤثر تھا۔ لیکن اس نے کہا کہ وہ فروخت کے دستاویز کے پابند ہیں کیونکہ ان کے والد گوری لال، جو اپیل کے مدعا علیہ نمبر 3 ہیں، کو خاندان کے مینیجر کی حیثیت سے سیل ڈیڈ پر عمل درآمد کرنے والا سمجھا جانا چاہئے۔ تاہم، سیل ڈیڈ کی تعمیر کے بعد، یہ اس نتیجے پر پہنچا کہ سر میں کاشت کاری کے حقوق اس کے تحت منتقل نہیں کیے گئے تھے اور لہٰذا، مقدمے میں سر کی زمینوں پر قبضہ کرنے کے لئے درخواست گزاروں کے حق میں ایک فرمان جاری کیا گیا کیونکہ یہ زمینیں سی پی کرایہ داری ایکٹ کی دفعہ 49(1) کی بنیاد پر ان کی سابق ملکیتی ملکیت کی زمین بن گئی تھیں۔ 1920 (1920 کا سی پی آئی) اپیل کنندگان نے حکم نامے کے اس حصے کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کو ترجیح دی جس میں گاؤں میں ان کے حصے کے قبضے کے ان کے دعوے کو مسترد کر دیا گیا تھا۔جواب دہندگان 1 اور 2 نے کراس اپیل کو ترجیح دی۔ان اپیلوں کو ایک ساتھ سنا گیا اور جب اپیل گزاروں کی اپیل مسترد کر دی گئی تو مدعا علیہان کی درخواست منظور کر لی گئی۔

ہمارے سامنے جناب ایس پی سنہا اس موقف کو قبول کرتے ہیں کہ 50,000 روپے میں سے 45,000 روپے دراصل فیملی پر واجب الادا قرضوں کے لیے تھے، لیکن ان کا کہنا ہے کہ اس کے باوجود یہ

نہیں کہا جا سکتا کہ فروخت کی قانونی ضرورت تھی۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ پانچ ہزار روپے یا اس سے زیادہ کی رقم جس کے لیے ان کے مطابق قانونی تقاضے پورے نہیں کیے گئے تھے، 50 ہزار روپے کے غور وخوض کا نہ ہونے کے برابر حصہ نہیں تھا۔ یہ استدلال حقیقی قانونی حیثیت کے غلط فہمی پر مبنی ہے۔ ہندوستان کی عدالتوں اور پریوی کونسل کے فیصلوں سے یہ بات اچھی طرح سے ثابت ہو چکی ہے کہ غیر ملکی کو جو چیز قائم کرنے کی ضرورت ہے وہ لین دین کے لئے قانونی ضرورت ہے اور اس کے لئے یہ ظاہر کرنا ضروری نہیں ہے کہ اس نے جو غور وخوض پیش کیا ہے وہ دراصل خاندانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے لاگو کیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں ہم پریوی کونسل کے دو ڈیوشن 9 کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک سری کرشن داس بمقابلہ ناتھو رام (آئی ایل آر 49 الہ آباد 149 (پی سی)) ہے۔ اس صورت میں علیحدگی کا خیال 35,000 روپے تھا۔ غیر ملکی یہ ثابت کرنے میں کامیاب رہا کہ قانونی ضرورت صرف 3000 روپے کی حد تک ہے نہ کہ باقی رقم کے لئے۔ ہائی کورٹ کا کہنا تھا کہ مدعی کی جانب سے 3 000 روپے ادا کرنے پر پابندی کو کالعدم قرار دیا جا سکتا ہے۔ لیکن پریوی کونسل نے ہائی کورٹ کے فیصلے کو یہ کہتے ہوئے بدل دیا کہ ہائی کورٹ نے اس طرح کے معاملے پر لاگو قانون کے اصول کو مکمل طور پر غلط سمجھا ہے۔ لین دین کی ضرورت یہ ہے کہ لین دین کی ضرورت ہے۔ اگر وہ اس بات کو ثابت کرتا ہے تو اس سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اس کے ذریعہ پیش کردہ غور وفکر کو اجنبی کے ذریعہ لاگو کیا گیا تھا۔ اس کی وجہ، جیسا کہ پریوی کونسل نے کچھ دوسرے نخلستانوں میں بیان کیا ہے، یہ ہے کہ اجنبی کے پاس شاذ و نادر ہی اس کی طرف سے ادا کردہ یا پیش کردہ رقم کے اصل اطلاق کو کنٹرول کرنے اور ہدایت دینے کے ذرائع ہو سکتے ہیں جب تک کہ وہ خود انتظامیہ میں داخل نہ ہو جائے۔ اس فیصلے کے بعد نعمت رائے بمقابلہ دین دیال ((آئی ایل آر 8 لاہور 597 (پی سی)) میں پریوی کونسل نے صفحہ 602 اور 603 پر لکھا ہے:

'ہائی کورٹ کے فاضل ججوں کے فیصلے سے ایسا لگتا ہے کہ اگر وہ اس بات سے مطمئن ہوتے کہ فروخت سے حاصل ہونے والی رقم میں سے ادا کیے گئے 38,400 روپے فروخت کے مذاکرات سے پہلے لیے گئے قرضوں کی ادائیگی میں ادا کیے گئے تھے، تو ان کی رائے ہوتی کہ فروخت کو برقرار رکھا جانا چاہیے تھا۔ اس نتیجے سے ان کے رب متفق ہیں، لیکن ان کی رائے ہے کہ فاضل ججوں نے اس سوال کو غیر ضروری اہمیت دی تھی کہ کیا قرضوں کی ادائیگی میں کی جانے والی کچھ ادائیگیاں فروخت کی بات چیت اور فروخت کے معاہدے پر عمل درآمد کے درمیان وقفے میں کی گئی تھیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی مشترکہ خاندانی کاروبار نہ بھی ہوتا، تب بھی اس

بات کا ثبوت کافی ہوتا کہ یہ جائیداد 43,500 روپے میں فروخت کی گئی تھی تا کہ 38، 000 روپے کے پہلے سے موجود قرضوں کو پورا کیا جاسکے، یہ دکھائے بغیر کہ بقیہ رقم کا اطلاق کس طرح کیا گیا تھا، جیسا کہ کرشن داس بمقابلہ ناتھورام ((آئی ایل آر 49 الہ آباد 149 (پی سی)) کے حالیہ معاملے میں ان کے رب نے کیا تھا'

لہٰذا یہ دونوں فیصلے صحیح قانونی حیثیت رکھتے ہیں، اس لیے سنہا کی دلیل کو مسترد کیا جانا چاہیے۔

ان کی اگلی دلیل یہ ہے کہ درخواست گزار نمبر 1 رادھا کرشن داس ٹرانزیکشن کی تاریخ کو نابالغ پائے گئے ہیں، اس لیے یہ لین دین ان کے مفادات کو پابند نہیں کرسکتا۔ اگر اپیل کنندگان کے والد گوری لال، جو اس فیملی کے مینیجر تھے، فروخت کے دستاویز میں شامل نہیں ہوئے تھے، تو اپیل کنندہ نمبر 2۔ میں منافع کے ساتھ یہ دلیل دے سکتا تھا کہ لین دین اسے پابند نہیں کرتا۔ جیسا کہ یہ ہے، فروخت کے معاہدے میں ایک ایگزیکٹو کے طور پر اس کی شمولیت سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس فروخت کے معاہدے کو اس کے والد نے بھی انجام دیا تھا جو خاندان کے منیجر تھے، اس لین دین کو ان پر اسی طرح پابند کرتا ہے جس طرح یہ ان کے بھائی، دوسرے اپیل کنندہ، جو اس وقت نابالغ تھا، پر بھی لازم ہے۔ مسٹر سنہا نے تاہم دلیل دی کہ حقیقت یہ ہے کہ درخواست گزار نمبر 1 کو درخواست گزار نمبر 1 کی ضرورت تھی، جواب دہندگان 1 اور 2۔ لین دین میں شامل ہونا واضح طور پر ظاہر کرتا ہے کہ گوریل عمل درآمد میں ہے۔ فروخت کا معاہدہ اس کے لئے کام نہیں کرسکتا تھا اور نہ ہی کرسکتا تھا۔ ہم اس دلیل کو قبول نہیں کرسکتے۔ اس بات کا تعین کرنے کے لئے کہ آیا کسی خاص لین دین میں مینیجر خاندان کی طرف سے یا اپنی انفرادی حیثیت میں کام کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، لین دین کی نوعیت اور اس مقصد کو دیکھنا ہوگا جس کے لئے لین دین کیا گیا ہے۔ ایک مینیجر صرف اس وجہ سے مینیجر نہیں رہتا کہ اس کے ذریعہ کیے گئے لین دین میں خاندان کا ایک جونیئر ممبر، جو ایک میجر تھا، یا جو ایک میجر سمجھا جاتا تھا، نے بھی شمولیت اختیار کی۔ غیر ملکیوں کے لئے یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے کہ خاندان کے بڑے ممبروں کو مینیجروں کے ذریعہ کیے گئے لین دین میں شامل ہونے کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ بعد میں ایسے افراد کی طرف سے لین دین پر کوئی اعتراض نہ کیا جائے۔ مزید برآں، اس طرح کے لین دین کے لئے قانونی ضرورت کی موجودگی کا تعین کرتے وقت عدالت کی طرف سے غور کرنے کے لئے اس طرح کی صورتحال مناسب ہے۔ لیکن بس اتنا ہی ہے۔ یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ گوری لال نے نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنے نابالغ بیٹے اپیل کنندہ نمبر 2 کے لئے بھی واضح طور پر کام کیا۔ یہ رقم جزوی طور پر

سابقہ قرضوں کی ادائیگی کے لئے، جزوی طور پر عوامی مطالبات کی ادائیگی کے لئے، جزوی طور پر دیگر قرض دہندگان کی ادائیگی کے لئے اور جزوی طور پر اپیل کنندہ نمبر 1 اور مؤخر الذکر کی بہن رام جی بائی کی شادیوں کو انجام دینے کے لئے ضروری تھی۔ اس طرح یہ واضح ہے کہ خاندان کے مقاصد کے لئے 50,000 روپے میں سے 45,000 روپے درکار تھے۔ یہاں تک کہ جہاں اس طرح کا لین دین صرف ایک مینیجر کے ذریعہ کیا گیا ہے تو یہ خاندان کی طرف سے ہونا اور اس پر پابند ہونا ضروری ہوگا۔ صورتحال اس حقیقت سے خراب نہیں ہوتی کہ ایک جونیئر ممبر لین دین میں شامل ہوتا ہے اور یقینی طور پر ایسا نہیں ہے جب اس طرح کے جونیئر ممبر کی شمولیت اس حقیقت کی وجہ سے ناکام ثابت ہوتی ہے کہ اس رکن میں اپنی اقلیت کی وجہ سے لین دین میں داخل ہونے کی صلاحیت نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ہم تین فیصلوں کا ذکر کر سکتے ہیں غریب اولک بمقابلہ خلق سنگھ، کانتی گھندر گوسوامی بمقابلہ بشیشور گوسوامی۔ بجرائی نوپانی بمقابلہ پورہ سندری داسی، جن میں سے ہر ایک اس اصول پر آگے بڑھتا ہے کہ اگر کسی سیل ڈیڈ یا مورگیج ڈیڈ پر عمل کرنے والوں میں سے کسی کے پاس پوری جائیداد کو باندھنے کی صلاحیت ہے، تو یہ لین دین ان تمام افراد کے مفاد کو پابند کرے گا جو اس جائیداد میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

لہٰذا ہمیں اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ مسٹر سنہا کی دوسری دلیل بھی اتنی ہی بے معنی ہے۔

آخر میں، مسٹر سنہا نے دلیل دی کہ جہاں تک سر لینڈ کا تعلق ہے، ہائی کورٹ نے ٹرائل کورٹ کے حکم کو پلٹنے میں غلطی کی تھی۔ انہوں نے اس حقیقت پر خاص طور پر زور دیا ہے کہ کسی بھی جگہ پر فروخت کے دستاویز میں واضح الفاظ میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ سر کی زمین میں کاشت کاری کے حقوق بھی منتقل کر دیئے گئے ہیں اور کہا کہ سیل ڈیڈ میں اس طرح کی نقل کی عدم موجودگی واضح طور پر غیر ملکیوں کو سی پی کرایہ داری ایکٹ کی دفعہ 49 (1) کی شق (اے) میں بیان کردہ استثنیٰ کے تحت سر کی زمین پر قبضہ برقرار رکھنے کا حق دیتی ہے۔ اس ایکٹ کی دفعہ 49(1) کا متعلقہ حصہ اس طرح ہے:

'ایک مالک جو........ شکست........... منتقلی کے............. کے تحت سر کی زمین پر قبضہ کرنے کا اس کا حق......... ایک مالک کی حیثیت سے، اس طرح کے نقصان کی تاریخ پر، مندرجہ ذیل آسانیوں کے علاوہ، ایسی سرزمین کا رہائشی کرایہ دار بن جائے گا،

(الف) جب اس طرح کی سر زمین کی منتقلی اس کی طرف سے واضح طور پر کی گئی ہو اور منتقلی پر رضامند ہو۔

اس طرح کی زمین پر کھیتی کرنے کا ان کا حق..............,"

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس شق کے لیے ضروری ہے کہ سر لینڈ میں کاشت کاری کے حقوق کی منتقلی کے بارے میں ٹرانسفر کرنے والے اور ٹرانسفر کرنے والے کے درمیان ایک واضح معاہدہ ہو۔ ہم پہلے ہی دستاویز میں استعمال ہونے والی درست زبان کا حوالہ دے چکے ہیں جس میں سود کی وضاحت کی گئی ہے جو اسٹیٹ ڈیڈ کے تحت منتقل کیا گیا ہے۔ اس بیان سے پتہ چلتا ہے کہ فروخت کے دستاویز پر عمل درآمد کرنے والے نے نہ صرف سر اور خداکسٹ کی زمینوں، کاشت کاری اور غیر کاشت شدہ زمینوں کو منتقل کیا، بلکہ ان جائیدادوں کو" تمام حقوق اور مراعات" کے ساتھ منتقل کیا۔ اگر ارادہ سر لینڈ زمیں کاشت کاری کے حقوق کی منتقلی کا نہیں تھا تو اختتامی الفاظ کی ضرورت نہیں تھی۔ ہر وہ دلچسپی جو تلاوت میں بیان کی گئی ہے اس کے اختتامی الفاظ" تمام حقوق اور استحقاق" کے ذریعہ کنٹرول کیا جاتا ہے۔ ان الفاظ کی عدم موجودگی میں جہاں تک سر کی زمین کا تعلق ہے تو سیل ڈیڈ کے تحت جو کچھ گزر چکا ہوتا، وہ صرف اس زمین کا ملکیتی مفاد ہوتا۔ سوال یہ ہے کہ ان الفاظ کے اضافے کا کیا اثر ہوتا ہے؟ مسٹر سنہا کے مطابق وہ صرف اس حقیقت پر زور دیتے ہیں کہ سر کی زمین کی پوری ملکیت منتقل کر دی گئی ہے۔ اگر ہم اس تشریح کو قبول کر لیں تو ان الفاظ کو بے معنی بنا دیا جائے گا۔ یہ رسمی دستاویز کی تشریح کرنے کا صحیح طریقہ نہیں ہوگا۔ اسے ایک اور انداز میں دیکھنے کے لیے، جہاں ایک شخص سر زمین کو" تمام حقوق اور مراعات" کے ساتھ منتقل کرتا ہے تو وہ اس زمین میں جو کچھ بھی ہے اسے منتقل کرتا ہے جس میں لازمی طور پر کھیتی کا حق شامل ہونا چاہئے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جہاں اس طرح کی منتقلی ہوتی ہے وہاں اس شخص میں سر لینڈ میں کسی قسم کی دلچسپی باقی نہیں رہتی۔ مسٹر سنہا نے مزید کہا کہ جب قانون میں یہ کہا گیا ہے کہ سر کی زمین میں کاشت کاری کے حقوق کو واضح طور پر منتقل کیا جانا چاہئے تو فریقین پر لازم ہے کہ وہ دستاویزات میں واضح طور پر کہیں کہ سر کی زمین میں کاشت کاری کے حقوق بھی منتقل کر دیئے گئے ہیں۔ ہمیں سی پی کرایہ داری ایکٹ کی دفعہ 49(1) کی شق (اے) کی شقوں پر اس طرح کی تشریح کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ سر کی زمین میں کاشت کاری کے حقوق کی منتقلی واضح طور پر کی جانی چاہئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ منتقلی کافی نہیں ہوگی۔ آخر میں مسٹر سنہا کا نکتہ یہ ہے کہ تلاوت میں" تمام حقوق اور استحقاق" کے الفاظ ان الفاظ سے پہلے کی شق میں بیان کردہ مفادات کو کنٹرول نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ

مندرجہ ذیل الفاظ کو کنٹرول کرتے ہیں" موز اگونڈ خمی میں سولہ انا اور موزہ املد یہی میں بارہ انا سے سیٹھ کالو رام وغیرہ... " اس طرح کی تعمیر کے علاوہ اس اظہار کو بے معنی قرار دینے کے علاوہ اس لفظ کا اطلاق " موزہ گونڈ خمی میں سولہ انا اور موزہ امالد یہی میں بارہ انا وغیرہ پر ہوتا ہے" پڑھنا بے معنی ہوگا۔

لہذا، اپیل میں کوئی حقیقت نہیں ہے اور اسی کے مطابق ہم اسے اخراجات کے ساتھ مسترد کرتے ہیں.

اپیل خارج کردی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2024.06.12 15:08
I am the author of this document